نئی کتب کا تعارف

عنوان: تیل کی لعنت، تیل کی دولت اقوام کی ترقی کی کیسے صورت گری کرتی ہے (انگریزی)

مصنف: مائیکل ایل۔ راس

ناشر: پرنسٹن یونیورسٹی پریس، امریکہ

صفحات: 289

پسماندہ قوموں کے دانشوروں اور اب یوں کہنا چاہیے کہ عوام کی ایک بڑی تعداد نے بھی گزشتہ ایک صدی پر پھیلے ہوئے طویل تجربات کی بنا پر یہ سبق حاصل کرلیا ہے کہ بعض قدرتی وسائل اور خصوصاً تیل کے ذخائر کی موجودگی ان کی اقوام کے لئے معاشی خوش حالی کا سبب اس قدر یقینی طور پر نہیں بن سکی، جس قدر یقینی طور پر ان کے لئے گونا گوں مسائل پیدا کرسکتی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی کے مائیکل ایل راس نے اس نکتہ کی وضاحت کی ہے۔ بلاشبہ وہ اس تکلیف دہ حقیقت کی سب سے پہلے نشاندہ کرنے والے نہیں ہیں۔ اس موضوع پر بہت سی کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں اور اس قسم کا کام زیادہ تر مغربی دنیا میں ہی ہوا ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ راس نے اس موضوع پر قلم

اُٹھانے والے دوسرے صاحبان سے زیادہ تفصیل اور وضاحت سے کام لیا ہے اور اکیسویں صدی کے بین الاقوامی واقعات اور سرکاری پالیسیوں سے بھی اپنے دعویٰ کو پیش کرنے میں مدد لی ہے۔ بہت آسان لفظوں میں ان کے دعویٰ کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ تیل پیدا کرنے والے ملکوں کی معاشی، سماجی، تہذیبی اور سیاسی ترقی میں تیل کی آمدنی نے کوئی قابلِ ذکر کردار ادا نہیں کیا ہے۔ اس کے بجائے وہ ترقی اور جمہوریت کے فروغ میں رکاوٹ ثابت ہوئی ہے۔

راس کا کہنا ہے کہ 1970ء کے عشرے میں تیل برآمد کرنے والے ملکوں نے نیشنلائزیشن کا عمل شروع کیا تھا۔ اُس زمانے میں بہت سے لوگ یہ توقع کرنے لگے تھے کہ تیل کے عظیم الشان وسائل کو قومی تحویل میں لینے سے ان ملکوں اور اُن کے عوام کی ترقی کی فقید المثال راہیں کھل جائیں گی اور وہ بیسویں صدی کے انجام تک نہیں تو نئی صدی کے دوسرے عشرے تک ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہونے لگیں گے۔ لیکن چار طویل عشرے گزرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ملک پسماندگی، جہالت اور محتاجی کے اُس مقام پر کھڑے ہیں جہاں پہلے رُکے ہوئے تھے۔ ان ملکوں میں جمہوریت کے فروغ کا کوئی عمل اگر جاری تھا تو وہ تھم گیا ہے یا پہلے سے زیادہ سست ہوگیا ہے۔ عورتوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ ان کے لئے باوقار زندگی کے مواقع عنقا ہیں۔ انسانی حقوق کے لئے کوئی نئی گنجائش پیدا نہیں ہوئی۔ ضمیر اور اظہار کی آزادی کے لئے کوئی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ سماجی اور تہذیبی اعتبار سے تیل برآمد کرنے والے ملک کم وسائل رکھنے والے ترقی پذیر ملکوں سے بھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ان میں آبادی کے مختلف گروہوں میں کشمکش بڑھ رہی ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی طرف رجحان بھی بڑھتا جارہا ہے۔

گویا ثابت یہ ہوا کہ جیالوجی مقدر نہیں ہے۔ اربوں ڈالر کی سالانہ آمدنی تیل برآمد کرنے والے ملکوں کے عوام کی خوش حالی اور خوش بختی کے بجائے ان کی ذلت و رسوائی اور محرومیوں میں اضافے کا سبب اس لئے بن رہی ہے کہ یہ دولت شہریوں سے ٹیکس کی صورت میں حاصل نہیں ہوتی اور مصنف کے خیال میں اس دولت کو عوام کی نظروں سے آسانی